تقسیم کاری کی اہمیت وافادیت پر مشتمل تالیف

مدنی کاموں کی تقسیم

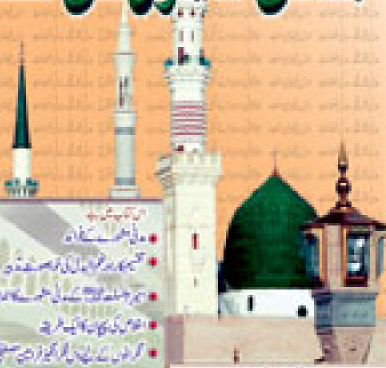

باہتمام:

مرکزی مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ

”مدنی کاموں کی تقسیم“ کے 16 حروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 16 نیتیں

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

" نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهٖ

یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث:۵۹۴۲، ج۶،ص ۱۸۵)

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

1...... رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔

2...... حتَّی الوسع اِس کا باوُضُو اور

3...... قبلہ رُو مطالَعہ کروں گا۔

4...... قرآنی آیات اور

5...... احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا۔

6...... جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور

7...... جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھوں گا۔

8...... شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کروں گا۔

9...... اس روایت ”عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ“ یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔“ (حلیۃ الاولیاء، رقم ۱۰۷۵۰، ج۷،ص ۳۳۵) پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں دیئے گئے واقعات دوسروں کو سنا کر ذِکرِ صالحین کی برکتیں لُوٹوں گا۔

10...... (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔

11...... (اپنے ذاتی نسخے کے) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا۔

12...... دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔

13...... اس حدیثِ پاک ”تَهَادَوْا تَحَابُّوْا“ یعنی ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔“ (مؤطا امام مالک، ج۲،ص ۴۰۷، رقم ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (کم از کم ۱۲ عدد یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسرں کو تحفۃً دوں گا۔

14...... جس بات کو سمجھنے میں دشواری ہوگی اس کو بار بار پڑھوں گا۔

15...... کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو مطلع کروں گا۔

16...... اس کتاب کے مُطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو اِیصال کروں گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال محمد الیاس عطارقادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ’’دعوتِ اسلامی‘‘ نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ’’**المدینة العلمیة**‘‘ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ درسی کُتُب

(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۴) شعبۂ تفتیشِ کُتُب

(۵) شعبۂ تخریج (۶) شعبۂ تراجمِ کتب

’’**المدینة العلمیة**‘‘ کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسعَ سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ’’دعوتِ اسلامی‘‘ کی تمام مجالس بَشُمُول ’’**المدینة العلمیة**‘‘ کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

الحمدللہ عزوجل! تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "**دعوت اسلامی**" نیکی کی دعوت کو ساری دنیا میں عام کرنے کا عزم رکھتی ہے اور تا دمِ تحریر تقریباً 66 ممالک میں دعوتِ اسلامی کا مدنی پیغام پہنچ چکا ہے۔ جوں جوں مَدَنی کام بڑھتا جارہا ہے، تقسیم کاری کی ضرورت میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ الحمدللہ عزوجل زیرِ نظر رسالے "مدنی کاموں کی تقسیم" میں تقسیم کاری کی اہمیت وافادیت، مشورے کی برکتوں اور اس کے طریقہ کار کا بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب کو نہ صرف خود پڑھئے بلکہ دوسرے اسلامی بھائیوں بالخصوص ذمہ داران کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دے کر اپنے لئے ثوابِ جاریہ کا عظیم خزانہ اکٹھا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی غلامی میں رہتے ہوئے "اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش" کرنے کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول **مرکزی مجلسِ شوریٰ** اور **مجلس المدینۃ العلمیۃ** کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

شعبہ اصلاحی کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

تنبیہ: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

درود شریف کی فضیلت

اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ پُرنُور ہے: ''مجھ پر درود شریف پڑھ کر اپنی مجالس آراستہ کرو کہ تمہارا دُرود پاک پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نور ہوگا۔''

(فردوس الاخبار، رقم الحدیث ۳۱۴۸، ج ۳، ص ۴۱۷)

صلّوا علی الحبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمّد

کام کی مبارک تقسیم

ایک مرتبہ کسی سفر میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے بکری ذَبح کرنے کا ارادہ کیا اور کام تقسیم کرلیا۔ کسی نے اپنے ذِمہ ذَبح کا کام لیا تو کسی نے کھال اُدھیڑنے کا، نیز کوئی پکانے کا ذمہ دار ہوگیا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا، لکڑیاں جمع کرنا میرے ذِمے ہے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان عرض گزار ہوئے، آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! یہ بھی ہم ہی کرلیں گے۔ فرمایا، یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ آپ حضرات بخوشی کرلیں گے۔ مگر مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ لوگوں میں نمایاں رہوں اور اللہ عزوجل بھی اِس کو پسند نہیں فرماتا۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ج ۸، ص ۲۱۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے پیارے آقا، مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے جانثار صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے کتنے پیارے انداز میں کام تقسیم کرلیا کہ جہاں بھر کے لوگ ایسی مثال پیش نہیں کرسکتے اور یہ سب مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی مبارک تربیت کا اثر تھا کہ یہ انداز ان (صحابۂ کرام علیہم الرضوان) کی مستقل طبیعت بن گیا تھا۔ ہجرت کا سفر ہو یا حج کا موقع، غزوات وسرایا ہوں یا دعوتِ اسلام عام کرنے کے لئے راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے مدنی قافلے، وہ ہمیشہ اپنے امور بحسبِ صلاحیت آپس میں تقسیم فرمالیا کرتے اور ہر ایک اسلام کی پُرخلوص و بے لوث خدمت کیلئے خود کو پیش کرکے اپنی ذمہ داری باحسن وجوہ سرانجام دینے کی بھرپور سعی کرتا۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم بھی عاجزی اختیار فرماتے ہوئے اپنے غلاموں کی حوصلہ افزائی کے لئے عملی طور پر ان امور میں شرکت فرمالیا کرتے جیسا کہ حدیثِ بالا میں بھی مذکور ہے۔ اس طرح رہتی دنیا تک کیلئے ہمیں کیسا عمدہ لائحہ عمل عطا فرمادیا گیا کہ حتی الامکان ہر کام تقسیم کاری کے ذریعے کیا جائے۔ جو جس کام کی صلاحیت ولیاقت رکھتا ہو اس میں خدمات سرانجام دے اور یہی طریقۂ کار فطری نظام سے زیادہ قریب ہے۔ مثلاً جسمانی نظامہائے انسان ہی کو لے لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ اور قدرتِ کاملہ سے انسانی جسم میں بیک وقت نظامِ انہضام، نظامِ تنفُّس، نظامِ اعصاب، اور نظامِ اخراج وغیرہ کے تحت بہت سے تخریبی وتعمیری معاملات ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ہر نظام مخصوص اعضاء کی مخصوص کارکردگیوں پر مشتمل تقسیمِ کار کا ایک لاجواب نمونہ ہے۔

شہد کی تیاری اور تقسیم کاری

مل جل کر تقسیم کاری (Distribution) کے ذریعے کام کرنے کی ایک بہترین مثال شہد کی تیاری کے سلسلے میں مکھیوں کی تگ ودو ہے۔ کثیر فوائد کا حامل شہد ہمارے لئے اللہ عزوجل کی بہت بڑی نعمت ہے۔ مگر اس کی تیاری ایک بے حد محنت طلب ،صبر آزما اور مشکل معاملہ ہے۔ معلومات کے مطابق تقریباً نصف کلوگرام شہد تیار کرنے کے لئے شہد کی مکھیوں کو بعض اوقات مجموعی طور پر تین لاکھ میل کا سفر طے کرنا ہوتا ہے۔ ایک مکھی کی عمر چند ماہ سے زیادہ نہیں ہوتی لہٰذا اگر ایک مکھی چاہے کہ وہ تنہا ایک پونڈ شہد تیار کرلے تو زندگی بھر کی کوششوں کے باوجود بھی وہ ایسا نہیں کرسکتی لیکن جب بہت ساری مکھیاں مل جل کر اپنی اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے یہ کام کرتی ہیں تو کم وقت میں ایک بڑی مقدار میں شہد تیار ہوجاتا ہے۔

لنگڑا اور اندھا

اس طرح تقسیم کاری (Distribution) میں ایک دوسرے کی صلاحیتوں سے مستفید ہونے کے بھی بہترین مواقع نصیب ہوتے ہیں جیسا کہ حکایت مشہور ہے کہ ایک عمارت میں آگ لگ گئی۔ لوگ اپنی اپنی جانیں بچا کر وہاں سے نکلنے لگے۔ اس عمارت میں دو معذور افراد بھی تھے جن میں سے ایک لنگڑا اور دوسرا اندھا تھا۔ دونوں نے اپنی کمزوریوں سے مفاہمت کرتے ہوئے جانیں بچانے کے لئے بڑی انوکھی ترکیب سے کام لیا چنانچہ اندھے نے لنگڑے کو اپنے کندھے پر سوار کرلیا اور لنگڑا اندھے کی رہنمائی کرنے لگا۔ یوں وہ دونوں ہی آگ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔

آگ بُجھ گئی

دوسری طرف آگ بجھانے والے عملے کا ایک فرد پانی کی سپلائی کا والو Valve (یعنی پائپ) سنبھالے ہوئے ہے، ایک سیڑھی پر چڑھ کر پانی کا چھڑکاؤ کر رہا ہے اور ایک مزید پانی لئے اس طرف بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اس طرح تقسیمِ کار کی مدد سے اجتماعی کوشش کے ذریعے ایک خطرناک آگ پر قابو پاکر بہت سی قیمتی جانیں اور بیش قیمت اموال بچالئے گئے۔

یونہی زندگی کے کسی بھی شعبے (Department) میں دیکھ لیجئے ، حکومتی محکموں (Government Departments) سے لیکر پرائیویٹ اداروں (Private Institutes) تک جہاں بھی تقسیم کار پایا جائیگا اس کے فوائد نمایاں ہونگے۔

دعوتِ اسلامی کو تقسیمِ کار کی ضرورت ہے

الغرض کوئی بھی ادارہ، کارخانہ (Factory) یا تنظیم ہو، جہاں بھی بڑی تعداد میں لوگ کام کرتے ہیں وہاں تقسیمِ کار کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا ہماری چہیتی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' (جسکا مدنی پیغام تادمِ تحریر دنیا کے 60 ممالک میں پہنچ چکا ہے) کو بھی تقسیمِ کار کی ضرورت ہے۔ تقسیمِ کار کے ذریعے ہم دعوتِ اسلامی کے تمام مدنی کام احسن، سہل اور منظم انداز میں کرسکتے ہیں، کم وقت میں مطلوبہ نتائج حاصل کرکے اپنا کام تیز تر کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ علاقوں میں اسلام کا

یہ مدنی پیغام عام کرسکتے ہیں، کثیر تعداد میں نئے اسلامی بھائی تربیت و تجربہ حاصل کرکے ذمہ داران کے نعم البدل بن سکتے ہیں نیز احکامات کی بروقت ترسیل اور کارکردگی لینے کی مضبوط ترکیب بھی تقسیمِ کار کی مرہونِ منت ہے۔

تقسیمِ کار کی بہترین تصویر

الحمدللہ عزوجل "دعوتِ اسلامی" کے سنتوں کی تربیت کیلئے راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے مدنی قافلے تقسیم کار اور نعم البدل کی تیاری کی بہترین تصویر پیش کرتے ہیں مثلاً صبح کا مدنی مشورہ ہی لے لیجئے جس میں امیرِ قافلہ شرکاءِ قافلہ میں ڈبل بارہ گھنٹوں کے کام تقسیم کردیتے ہیں کہ کون کس وقت درس یا بیان کرے گا، کون کس نماز کے بعد اعلان کرے گا، اور کھانے اور مسجد وغیرہ کی خیر خواہی کون کرے گا۔ اس سے فوائد ہاتھوں ہاتھ سامنے آنے لگتے ہیں اور مدنی قافلے میں سفر کی برکت سے جو درس دینا نہیں جانتے وہ معلم بن جاتے اور اعلان کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں اور پہلے سے یہ صلاحیت رکھنے والے مبلغ بن جاتے ہیں۔ جو کسی سے بات کرنے کی لیاقت و ہمت نہیں رکھتے نیکی کی دعوت دینے والے اور انفرادی کوشش کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اسی طرح علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت بھی اعلیٰ درجے کی تقسیمِ کار پر مشتمل ہوتا ہے۔ جسکی برکتوں سے بھی ہر سمجھدار و باشعور اسلامی بھائی خوب آگاہ ہے۔

نفسِ جاہ پسند!

ان تمام مثالوں اور فوائد سے تقسیم کی اہمیت سمجھ جانے کے باوجود ہوسکتا ہے کہ جاہ پسند نفسِ بد اس میں رکاوٹ بنے کیونکہ نفس اِنفرادیت کی خواہش کا خُوگر ہے جیسا کہ سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ "ہر انسان (کا نفس) بالطبع کمال میں منفرد ہونے کو پسند کرتا ہے۔" اس انفرادیت کی خاطر وہ اپنے مرتبہ و منزلت کے اعتقاد کے ساتھ لوگوں کے دل مسخر کرنے اور اپنی شہرت قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے جسے "حبِ جاہ" کا نام دیا گیا ہے۔ مگر کام تقسیم کرنے میں نفس کیلئے مشکل یہ ہے کہ کسی شخصیت کی انفرادیت قائم نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ جس شخص کا منفرد ہونے کا مزاج بن جاتا ہے وہ تقسیمِ کار کے عمل پر پورا نہیں اترتا، اگر بظاہر وہ تقسیم کا انداز اختیار کر بھی لے جب بھی اپنی شخصیت کو نمایاں رکھتا ہے۔ اسے اس بات کا خوف رہتا ہے کہ کہیں کوئی دوسری شخصیت اوپر آکر میری انفرادیت و شہرت اور مرتبہ و منزلت ختم نہ کر دے۔

پھر وہ اپنی اس جُھوٹی انفرادیت و شہرت اور مرتبہ و منزلت قائم رکھنے کی ہوس میں ظلم پر اتر آتا اپنی برتری ثابت کرنے اور ماتحت اسلامی بھائیوں کو کمتر اور نیچا دکھانے کے لئے نت نئے انداز اختیار کرتا، طرح طرح کی چالیں چلتا اور اس کوشش میں دینی نقصان کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ ایسا اسلامی بھائی چاہتا ہے کہ لوگ اور ذمے داران صرف اسے ہی جانیں پہچانیں، اس کی ہی تعریف کریں اور انکی نظر میں اسی کی اہمیت و وقعت قائم ہو۔ اس کے ماتحت جو عمدہ کام کریں انہیں بھی اپنی طرف منسوب کرلیتا ہے۔ اس کے اس منفی رویے سے اس کے ساتھ مدنی کام کرنے والے اسلامی بھائیوں کے حوصلے پست ہوجاتے، بے اعتمادی کا ماحول پیدا ہوتا، دلوں میں بُغض و کینہ راہ پاتا، مخالفتوں کا بازار گرم ہوتا اور بدنظمی کا

شکار ہوکر برسوں کی کوشش سے پروان چڑھنے والا مدنی کام دنوں میں برباد ہو جاتا ہے۔

حرصِ جاہ ومال کی تباہی

صادِق ومصدُوق رسولِ مقبول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا فرمانِ صدق شان ہے۔ ''دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے کسی ریوڑ پر چھوڑے جائیں اس ریوڑ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی آدمی کی مرتبے ومال کی حرص اس کا دین تباہ کر دیتی ہے۔'' (الجامع الصغیر للسیوطی علیہ الرحمۃ، رقم الحدیث ۷۹۰۸، ص ۴۸۳)

ایک حدیث شریف میں ہے ''مال ومرتبے کی محبت دل میں اس طرح منافقت پیدا کر دیتی ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔'' (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۹۴)

کاش! کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا وخوشنودی کا حریص، اخلاص، عاجزی اور استقامت کا پیکر بنا کر مرتبے ومال کی حرص ومحبت، دنیا کی جھوٹی عزت کی وقعت اور خواہشِ تعریف وشہرت ہمارے دلوں سے نکال دے کہ ان بری صفتوں میں ہمارے قلوب کی خرابی اور آخرت کی بربادی ہے۔ جیسا کہ

شہرت کی ہلاکت خیزی

حضرت سیدنا بشر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''جو شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو وہ آخرت کی حلاوت نہیں پا سکتا۔'' (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۹۳)

اسی طرح شہرت کی اس خواہشِ بد میں دین وایمان کی تباہی اور دو جہاں کی ذلت ورسوائی کا بھی شدید اندیشہ ہے۔ چنانچہ حضرتِ بشر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو شہرت چاہتا ہو اور اس کا دین تباہ اور وہ خود ذلیل ورسوا نہ ہوا ہو۔'' (ایضاً)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''آدمی کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ لوگ اس کے دین یا دنیا کے حوالے سے اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کریں مگر جس کو اللہ عزوجل محفوظ رکھے، بے شک اللہ عزوجل تمہاری صورتوں کی طرف نظر نہیں فرماتا بلکہ تمہارے قلوب واعمال ملاحظہ فرماتا ہے۔'' (ایضاً ص ۲۹۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان روایات سے پتہ چلا کہ شہرت کے حصول کی خواہش وکوشش سے احتراز ہی میں عافیت ہے کیونکہ اس کے شر سے بچنا بے حد دشوار ہے مگر جس کو اللہ عزوجل محفوظ فرمائے۔ اور ہم کمزوروں کے لئے تو گمنامی وعدمِ شہرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے۔

گمنامی نعمت ہے

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو انعامات فرمائے ہیں ان میں سے بعض کے بارے میں فرمائے گا، کیا میں نے تم پر انعام نہ کیا؟ میں نے تمہیں چھپائے نہ رکھا؟ کیا میں نے تمہارا ذکر پوشیدہ نہ رکھا؟ (ایضاً ص ۲۹۴)

شہرت کے نقصانات اور گمنامی کے فضائل کی وجہ سے ہمارے اسلاف علیہم الرحمۃ گمنامی کو شہرت پر ترجیح دیا کرتے اور شہرت ومرتبہ پانے سے خوفزدہ رہتے تھے۔

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا حوشب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رورہے تھے اور فرماتے تھے کہ افسوس! میرا نام جامع مسجد تک پہنچ گیا۔ (احیاء العلوم، ص ۲۹۳)

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں "دنیا میں صرف ایک دن میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں وہ اسطرح کہ ایک رات میں نے شام کے کسی گاؤں کی مسجد میں گزاری اور میرے پیٹ میں تکلیف تھی، مؤذن نے مجھے پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹا اور مسجد سے نکال دیا۔" (ایضاً ص ۲۹۴)

سبحان اللہ عزوجل! اخلاص کے پیکر ہمارے بزرگانِ دین علیہم رحمۃ المبین کی حبِ جاہ ومرتبہ سے خالی، عاجزی و انکساری والی کیسی مدنی سوچ ہوا کرتی تھی کہ اعلٰی مراتب پر فائز ہونے کے باوجود لوگوں کی جانب سے قدر ناشناسی پر بھی خوش اور تکلیف وگزند پر بھی رضامند رہتے۔ مگر آہ! ہماری قلبی بدحالی کا یہ عالم ہے کہ دنیا میں مقام ومرتبہ پانے کے حریص وخواہش مند، اپنی عزت افزائی ہی میں خوش وخورسند اور لوگوں کی جانب سے پذیرائی ہی ہمیں محبوب وپسند ہے ۔اے کاش! ہمیں بھی بزرگانِ دین علیہم رحمۃ المبین کی عاجزی واخلاص پر مشتمل ایسی مبارک سوچ نصیب ہوجائے کہ اسی میں ہمارے لئے دونوں جہاں کی بھلائی ہے۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں اگر تجھ سے ہوسکے کہ تو مشہور نہ ہو تو ایسا کر۔ اس میں کچھ حرج نہیں کہ تو مشہور نہ ہو اور اس میں بھی کچھ حرج نہیں کہ تیری تعریف نہ کی جائے اور اس میں بھی کوئی حرج کی بات نہیں کہ تو لوگوں کے نزدیک مذموم (یعنی مذمت کیا جانے والا) ہو جبکہ تو اللہ تعالٰی کے نزدیک محمود ہو۔

وسوسہ : یہاں یہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہے کہ ہمارے یہی اسلاف رحمہم اللہ تعالٰی جو شہرت کی مذمت فرمارہے ہیں، ان کی اپنی شہرت کے تو ہر طرف ڈنکے بج رہے ہیں۔

علاج وسوسہ : سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اس وسوسے کا علاج کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طلبِ شہرت مذموم ہے اور اگر اللہ عزوجل اپنے کسی بندے کو دین پھیلانے کے لئے بغیر طلب وتکلف کے شہرت عطا فرمادے تو یہ مذموم نہیں۔ (ایضاً ص ۲۹۴)

پسنجر ٹرین کا مسافر

انفرادی شخصیت بنانے والے کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی پسنجر ٹرین (Passenger train) میں ایک مسافر کی حیثیت سے سوار ہوتا اور سفر اختیار کرتا ہے۔ اگر وہ کسی اسٹیشن پر اتر جاتا ہے تو ٹرین رکی نہیں رہتی بلکہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی مسافر کیسا ہی باصلاحیت کیوں نہ ہو اس کے اتر کر چلے جانے سے ٹرین کے سفر پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ ٹرین مسلسل چلتی رہتی ہے۔ اگر کچھ مسافر اترتے ہیں تو دوسرے چڑھ جاتے

ہیں۔کچھ اسی انداز سے ''دعوتِ اسلامی'' (سوئے مدینہ) اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔اس کی ٹرین سے مشابہت اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ کوئی فرد اسکا جز و لاینفک نہیں کہ اسکے جانے سے ''دعوتِ اسلامی'' سلامت نہ رہے۔بلکہ ''دعوتِ اسلامی'' کی گاڑی ان شاء اللہ عزوجل سلامت روی سے چلتی رہے گی اگر کوئی چلتی گاڑی سے چھلانگ لگاتا ہے تو اپنا نقصان کرتا ہے نہ کہ گاڑی کا۔لہٰذا ہر ایک اس حقیقت پر نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مدنی کاموں میں مصروف رکھ کر اپنی نجات کا سامان کرے اور یہ بات بھی اپنے ذہن میں محفوظ کرلے کہ آج جو کام وہ کررہا ہے اس کے علاوہ کوئی اور بھی کرسکتا ہے۔

لہٰذا اپنی انفرادی شخصیت بنانے کی دُھن کیوجہ سے تقسیمِ کار کے عمل کو درست طور پر نافذ نہ کرنے والا اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرے اور اس بات کو تسلیم کرے کہ ''دعوتِ اسلامی'' محض اس کی محتاج نہیں بلکہ اس کے جانے کے بعد ایسے کئی اسلامی بھائی ہیں جو اس کا نعم البدل بن کر اس سے بہتر کارکردگی پیش کرسکتے ہیں۔حُبِّ جاہ کے شکار ایسے اسلامی بھائی کو چاہیے کہ اللہ تعالٰی کی خفیہ تدبیر سے ڈرے اور اس سے اللہ تعالٰی کی پناہ مانگے کہ اس ربِّ بے نیاز عزوجل کو اس بات کی پرواہ ہی کب ہے کہ کوئی خاص شخص اس کے دین کا کام کرے۔وہ پروردگارِ غنی وصمد عزوجل اپنے بندوں میں سے جس سے چاہتا ہے اپنے دین کی خدمت لے لیتا ہے۔وہ اسلامی بھائی اس بات کا بھی خوف رکھے کہ اگر اس کی حبِّ جاہ اور مرتبے کی خواہش کی وجہ سے کوئی دینی نقصان ہوگیا تو اس مُنتَقِم حقیقی عزوجل کی پکڑ بڑی شدید ہے۔

قرآنِ پاک تنبیہ فرماتا ہے:

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ○ (پ۳۰،سورۃ البروج:۱۲)	ترجمہ کنز الایمان: بیشک تیرے ربّ کی گرفت بہت سخت ہے۔

لہٰذا آخرت کی عزت وسربلندی کی خاطر دنیا میں برتری کی خواہش ترک کر کے تکبرو بڑائی اور دینی نظام میں فساد سے بچے اور اللہ تعالٰی کا یہ فرمان پیشِ نظر رکھے۔

تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًاط (پ۲۰،القصص:۸۳)	ترجمۂ کنز الایمان: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد۔

اس لئے ہر اسلامی بھائی عاجزی اختیار کرے اور اپنی ''دعوتِ اسلامی'' کا مخلص مبلغ بن کر اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرے اور اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ تقسیمِ کار کے ذریعے ماتحت اسلامی بھائیوں کو آگے لاتے ہوئے مدنی کام میں اضافے اور بہتری کا سبب بنے۔

اخلاص کی پہچان کا ایک طریقہ

کسی کام میں مخلص ہونے کی مثال ہمارے علماءِ کرام یوں دیتے ہیں کہ ایک شخص کسی کنویں میں گرے ہوئے آدمی کو نکالنے کی کوشش کر رہا ہو اور اس کا مقصود اس کی جان بچانا ہو۔ اتنے میں ایک اور شخص آئے اور کسی ترکیب سے اس آدمی کو کنویں سے نکال کر اس کی جان بچالے۔ اب پہلا شخص اگر اس پر دل میں خوشی محسوس کرے تو سمجھ لے کہ وہ اس کنویں میں گرے ہوئے کی جان بچانے میں مخلص تھا کیونکہ یہ مقصود تو حاصل ہو گیا خواہ کسی دوسرے کے ذریعے ہی سہی اور اگر اس کا دل اس پر ناخوش ہو کہ دوسرے نے کیوں نکالا مجھے نکالنا تھا تو وہ سمجھ لے کہ وہ اس گرے ہوئے کی جان بچانے میں مخلص نہ تھا بلکہ اپنے نمبر بنانے اور اپنی واہ واہ کروانے کا خواہش مند تھا۔

لہٰذا ہر مبلغ مخلصانہ کردار ادا کرے اور یہ ذہن بنائے کہ اس کا مقصود کفر وضلالت اور جہالت ومعصیت کے کنوؤں میں گرے ہوئے بے شمار لوگوں کو ان کنوؤں سے نکالنا اور انہیں ایمان وصالحیت کے منبروں پر بٹھا کر قبر وجہنم کی آگ سے بچانا ہے۔ اب یہ مقصد خواہ اس کی اپنی ذات کی وجہ سے حاصل ہو یا تقسیمِ کار کی برکت سے کسی اور مبلغ کے ذریعے، بہر صورت اس مدنی مقصد کے حصول پر نظر ہو اپنی واہ واہ اور نمبر بنانے کی خواہش ہر گز نہ ہو۔ اس بات کو مزید اس مثال سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک مبلغ کو بین الاقوامی سنتوں بھرے اجتماع میں بیان کرنے کا موقع دیا گیا۔ اس کو آنے میں تاخیر ہوگئی لہٰذا نگران مجلس نے دوسرے مبلغ سے بیان کروالیا۔ پہلا مبلغ غور کرے کہ اس کو خوشی ہو رہی ہے یا غم۔ خوشی کی حالت اخلاص اور غم کی کیفیت اپنی واہ واہ کروانے کی خواہش پر دال ہے۔

اسی طرح مدت پوری ہونے پر یا کسی بھی سبب سے ایک کی جگہ دوسرے اسلامی بھائی کو نگرانی یا ذمہ داری دے دی جائے تو اب وہ اپنی قلبی کیفیت پر غور کرے اگر دل حسد اور بغض وتکبر کا شکار ہے تو جان لے کہ اخلاص نہ تھا یہی مثال کتاب لکھنے والے کی ہے اگر اس کے نام کے بجائے لکھی گئی کتاب پر دوسرے کا نام شائع ہو جائے اور وہ غم محسوس کرے تو سمجھ جائے کہ کتاب لکھنے میں اخلاص نہ تھا۔ یاد رہے ذمہ داری پھولوں کی سیج نہیں بلکہ خار دار راہ ہے۔ دنیا میں حقوق کی ادائیگی اور آخرت میں پرسش انتہائی نازک معاملہ ہے۔

نگرانوں کے لیے دس فکر انگیز فرامین مصطفٰی

صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

(1) تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(مجمع الزوائد، ج ۵، ص ۲۰۷)

(2) جو نگران اپنے ماتحتوں سے خیانت کرے وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۲۵)

(3) جس شخص کو اللہ تعالٰی نے کسی رعایا کا نگران بنایا پھر اس نے ان کی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا تو اللہ تعالٰی اس پر جنت کو حرام کرے گا۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۵۸)

(4) انصاف کرنے والے قاضی پر قیامت کے دن ایک ساعت ایسی آئے گی کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش! وہ آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کرتا۔ (مجمع الزوائد، ج ۴، ص ۱۹۲)

(5) جو شخص دس آدمیوں پر بھی نگران ہو قیامت کے دن اسے اس طرح لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا۔ اب یا تو اس کا عدل اسے چھڑوائے گا یا اس کا ظلم اسے عذاب میں مبتلا کرے گا۔
(السنن الکبرٰی للبیھقی، ج ۳، ص ۱۲۹)

(6) (دعائے مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اے اللہ! جو شخص اس اُمّت کے کسی معاملے کا نگران ہے پس وہ ان سے نرمی برتے تو تُو بھی اس سے نرمی فرما اور ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی فرما۔ (کنز العمال، ج ۶، ص ۸۰)

(7) اللہ تعالیٰ نے جس آدمی کو مسلمانوں کے اُمُور میں سے کسی مُعاملے کا نگران بنایا پھر اس نے ان مسلمانوں کی حاجت، مجبوری اور غربت کو نظر انداز کیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی حاجت، مجبوری اور بے بسی کو نظر انداز فرمادے گا۔
(الترغیب والترھیب، الحدیث ۴۲، ج ۳، ص ۱۲۴)

(آہ! آہ! آہ! جو ماتحتوں کی حاجتوں کو ارادۃً پورا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری نہیں کرے گا۔)

(8) جو شخص رَحم نہیں کرتا، اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رَحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رَحم نہیں کرتا۔
(مشکوٰۃ المصابیح، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ج ۳، ص ۶۵)

(9) بے شک تم عنقریب حکمرانی کی خواہش کرو گے لیکن قیامت کے دن وہ پشیمانی کا باعث ہوگی۔ اللہ کی قسم! میں اس اَمر (یعنی حُکمرانی) پر کسی ایسے شخص کو مقرّر نہیں کرتا جو اس کا سُوال کرے یا اس کی حِرص رکھتا ہو۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۵۸) (جو وزارت، عہدہ اور نگرانی وغیرہ کیلئے بھاگ دوڑ کرتا اور عہدہ سے مَعزُولی کی صورت میں فساد کرتا ہے اس کیلئے عبرت ہی عبرت ہے۔)

(10) انصاف کرنے والے نور کے مِنبروں پر ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں، گھر والوں اور جن کے نگران بنتے ہیں ان کے بارے میں عَدل سے کام لیتے ہیں۔ (سُنن نسائی، ج ۲، ص ۳۰۲)

کامیاب مبلغ

یقیناً وہ مبلغ کامیاب ہے جو اونٹ کی سی اطاعت وسادگی، زمین جیسی وسعت وعاجزی، پہاڑ کی طرح استقامت وثابت قدمی اور آسمان کی رفعت کی مثل بلند نظری رکھتے ہوئے اپنے لئے ہر ممکن طریقے سے کثیر سرمایۂ آخرت جمع کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ اس کی یہی مدنی سوچ رہتی ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں درج کرنے میں اس کی ذات اکیلی نہ رہے بلکہ کثیر اسلامی بھائی اس کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے اندراج کا باعث بنیں۔

اس کے لئے اس کے پاس بہترین ذریعہ اس کے نعم البدل ہیں جن کی تیاری کے لئے وہ اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں میں مدنی کاموں کی تقسیم کاری کے ساتھ ساتھ ان کی ایسی تربیت بھی کرتا رہتا ہے کہ وہ نہ صرف ان ذمے داریوں کے

قابل ہو جائیں بلکہ مزید ذمے داریوں کی صلاحیت بھی حاصل کر لیں۔ اس طرح وہ اپنے لئے ثواب جاریہ کے ایک ناختم ہونے والے سلسلے کی بنا ڈالتا چلا جاتا ہے۔ اے کاش کہ ہمارا ہر مبلغ یہ عقلمندانہ سوچ اپنا لے اور اپنا نعم البدل تیار کرنے کی کوشش میں لگ کر مدنی کام میں ترقی کا باعث بن کر اپنا بھلا کرے۔

دیمک نہیں شہد کی مکھی جیسا بنیں

بعض نادان لوگ منصب پر اس انداز سے چپک جاتے ہیں جیسے لکڑی سے دیمک چپکتی ہے اور خود نہیں ہٹتی بلکہ اس قدر نقصان پہنچاتی ہے کہ وہ لکڑی جلانے کے قابل کر چھوڑتی ہے۔ یہاں وہ منصب داردین کے کثیر نقصان کا باعث بن کر گویا اپنے لئے جہنم کی آگ کا سامان کر گزرتا ہے۔ ہمیں اسلامی بھائیوں کی وہ قسم درکار ہے جو دیمک کی طرح کسی منصب سے چپکنے والی نہ ہو بلکہ شہد کی مکھی کی طرح ہو جو اپنے مشن پر روانہ ہوتی، ہدف پر پہنچتی، اسے حاصل کرتی اور چھتے تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ مکھی پھولوں پر چپک کر نہیں بیٹھ جاتی بلکہ ان سے مطلوبہ رس حاصل کر کے لوٹ آتی اور چھتے تک پہنچا دیتی ہے۔

شہد کی مکھی کی یہ بامقصد مصروفیت ہمارے لئے بہترین مثال ہے کہ ہم بھی ذمے داریوں اور عہدوں کے ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ مطلوبہ مدنی فوائد حاصل کر کے اپنے عہدوں کا اختیار مدنی مرکز کے حوالے کر دیں اور ان ذمے داریوں پر دیگر اہل اسلامی بھائیوں کو مقرر ہونے دیں بلکہ کسی حکمت کے پیشِ نظر مرکز خود اگر ہمیں کسی عہدے سے علیٰحدہ ہونے کا اشارہ دے تو کوئی بدگمانی پالے بغیر، بلاچون وچرا حکم کی تعمیل کر کے پھر سے ایک عام اسلامی بھائی کے طور پر مدنی کام میں شریک ہو جائیں۔

فراستِ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ

الحمدللہ عزوجل ہمارے میٹھے میٹھے شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے مدنی کام اپنے گرد رکھنے کے بجائے تقسیم فرمایا۔ ابتداءً ہفتہ واری اجتماع میں خود بیان فرماتے مگر آج آپ نے ہزاروں مبلغین تیار کر کے "دعوتِ اسلامی" کو عطا فرما دیئے جو ہزاروں مقامات پر بیان فرماتے ہیں۔ نیز "دعوتِ اسلامی" کے روشن مستقبل کے پیشِ نظر ایسی ہی بصیرت افروز، عاقبت خیز اور دور اندیش سوچ کے تحت مجالس و کابینات کے قیام کا یہ پُرحکمت و خوش انجام نظام بدوام نافذ کروایا مرکزی مجلس شوریٰ قائم کر کے دعوتِ اسلامی کے تمام امور اسے تفویض کر دیئے۔

اس طرح مرکزی مجلسِ شوریٰ کو بالخصوص اور تمام دعوتِ اسلامی والوں کو بالعموم یہ مدنی ذہن عطا فرمایا ہے کہ مجالس کے ذریعے مدنی کام تقسیم کر کے نعم البدل تیار کریں اور مشاورتی نظام کے ذریعے اسلامی بھائیوں کی عمدہ آراء اور قابلِ قدر مشورے حاصل کر کے مدنی کام مزید آگے بڑھائیں۔ اس نظام کی مزید پائیداری، بہتر سے بہتر کارکردگی اور خود رائی واجارہ داری کے مکمل خاتمے کیلئے ہر ایک نگران مجلس، کابینہ اور مشاورت کی مدت بھی مقرر کر دی گئی ہے تاکہ کوئی نگران وذمہ

دار خود کو اس عہدے کا جُز ِ لا ینفک سمجھ کر خود غرضی و من مرضی کرتا ہوا اجتماعی مفادات کو ٹھیس نہ پہنچا بیٹھے اور مخلص واہل اسلامی بھائیوں کا استحصال کر کے انہیں خدمتِ اسلام سے محروم نہ کر سکے۔

تقسیم کار و نعم البدل کی تیاری کے سلسلے میں کچھ مدنی پھول پیش خدمت ہیں۔ اگر ہم نے یہ مدنی پھول اپنے دلوں کے مدنی گلدستوں میں سجالئے تو ان شاء اللہ عزوجل یہ معاملہ ہمارے لئے بہت سہل و آسان ہو جائیگا۔

(1) اپنا یہ پختہ ذہن بنالیجئے اور اپنے دل کے گوشے گوشے میں یہ بات سمو لیجئے کہ "دعوتِ اسلامی میری ہے "اس کا فائدہ میرا فائدہ اور اس کا نقصان میرا نقصان ہے۔

(2) یہ بات بھی ذہن میں بٹھالیں کہ جو کام میں کر رہا ہوں وہ میری جگہ نہ صرف کوئی اور کر سکتا ہے بلکہ بہتر انداز میں کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے کسی کا محتاج نہیں وہ جس سے چاہے اپنے دین کا کام لے لے۔ ہاں، یہ اس کا کرم ہے کہ دعوتِ اسلامی کے ذریعے وہ مجھے اسلام کی خدمت کا شرف عطا فرما رہا ہے۔

(3) مدنی کام میں کسی ممکنہ تعطّل مثلاً آپ کی مدینے شریف حاضری، گھریلو مجبوری، آفتِ ناگہانی یا دنیا ہی سے رخصتی وغیرہ کے پیشِ نظر دعوتِ اسلامی کے مدنی کام کو متاثر ہونے سے بچانے کے لئے نعم البدل کے طور پر ایسے اسلامی بھائی تیار رکھیے جو فوراً آپ کی ذمہ داری سنبھال سکیں۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہِ طور پر تشریف لے جانے سے پہلے حضرت سیدنا ہارون علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا نائب مقرر فرمایا چنانچہ قرآن پاک میں ہے

وَقَالَ مُوسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۱۴۲)	ترجمۂ کنزالایمان: اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا، میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا۔

(4) حتی الامکان ہر اہم کام اپنے نگران اور ماتحت اسلامی بھائیوں کو اعتماد میں لے کر ان کے مشورے سے کریں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے ایسا ذہن بنالیا تو اس کی برکت سے جہاں ہمارا ماتحت اسلامی بھائیوں سے عدمِ توجّہی اور حوصلہ شکنی پر مبنی منفی رویہ مثبت رویہ میں بدل جائیگا وہاں کسی اسلامی بھائی کے اوپر آنے کی وجہ سے اپنی شخصیت کی اہمیت مجروح ہونیکا خوف بھی ختم ہو جائیگا بلکہ ہم خود اچھے، سلجھے ہوئے، مدنی قافلوں میں سفر اور مدنی انعامات پر عمل کرنے والے، نیک سیرت اور تقویٰ و پرہیز گاری والے باصلاحیت اسلامی بھائی آگے لائیں گے، انہیں مدنی کام کا موقع دیں گے اور ان کی حوصلہ افزائی کریں گے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری دعوتِ اسلامی عروج کی بلندیوں پر اڑنے لگے گی اور ہم ثوابِ جاریہ کا عظیم ذخیرہ پائیں گے نیز اس صورت میں نہ صرف ہمارے لئے مزید مدنی کام کرنے اور آگے بڑھنے کی راہیں کشادہ، ہموار ہونگی بلکہ مدنی کام آگے بڑھانا بھی آسان ہو جائیگا کیونکہ ہمارے پاس ہر وقت نعم البدل کی ایک فوج تیار ہو گی اور ویسے بھی تجربہ ہے کہ نئے آنے والے نئے جذبے اور ولولے سے کام کرتے ہیں۔ اور بعض تو

ایسے نادر کام کر گزرتے ہیں کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔

لہٰذا ماتحت اسلامی بھائیوں کی تربیت وتیاری بہت ضروری ہے۔ وہ اسلامی بھائی جن پر دعوتِ اسلامی کے اہم کاموں کی ذمہ داریاں ہیں انہیں خصوصی طور پر اس طرف توجّہ دینی چاہیے کیونکہ ان کے ذمے مدنی مشورے، بیانات اوران کی تیاری، مکتوبات دیکھنے اوران کے قابلِ اطمینان جوابات دینے، مسائل کا براہِ راست حل پیش کرنے اور دیگر بشری و معاشرتی تقاضوں وغیرہ کے ڈھیروں معاملات ہوتے ہیں۔ اگر وہ یہ خیال کریں کہ یہ سارے کام وہ اکیلے بخوبی کرلیں گے تو شاید اس کو خوش فہمی ہی کا نام دیا جاسکے کیونکہ بظاہر ایسا انتہائی مشکل امر ہے تو ایسے ذمے داروں کو خوش فہمی کے دائرے سے باہر نکل کر کام تقسیم کرنے ہونگے اور اپنے بعد بھی یہ سارے کام جاری وساری رکھنے کے لئے اپنے نعم البدل بنانے ہونگے۔

مدنی مشورہ تقسیم کار اور نعم البدل کی خوبصورت تدبیر

اللہ تعالٰی نے ہمیں اپنے کام باہم مشورے سے سرانجام دینے کی ترغیب ارشاد فرماتے ہوئے مسلمانوں کے مشورے سے کام کرنے کو پسندیدگی کے طور پر ذکر فرمایا اور جس سورۃ میں ان کے مشورے کا فعل مذکور ہوا ہے اس کا نام ہی سورۃ الشوریٰ رکھا گیا چنانچہ پارہ 25 سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر 38 میں ارشاد فرمایا گیا:

وَ اَمۡرُہُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَہُمۡ۔ (پ۲۵، الشوریٰ:۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔

مشورہ کرنے کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوبِ کریم رءوف رحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

وَشَاوِرۡہُمۡ فِی الۡاَمۡرِ۔ (پ۴، اٰلِ عمران:۱۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کاموں میں اُن سے مشورہ لو۔

اس آیت کی تفسیر میں خزائن العرفان میں ہے کہ اس میں اِن کی دلداری بھی ہے اور عزت افزائی بھی اور یہ فائدہ بھی کہ مشورہ سنت ہوجائے گا اور آئندہ امت اس سے نفع اٹھاتی رہے گی۔

حضرت سیدنا حسنِ بصری اور ضحاک رحمہما اللہ تعالٰی سے مروی ہے کہ اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کا حکم اس وجہ سے نہیں دیا کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کو ان کے مشورہ کی حاجت ہے بلکہ اس لئے کہ انہیں مشورے کی فضیلت کا علم دے اور آپ کے بعد آپ کی امت مشورہ کرنے میں آپ کی اقتداء اور اتباع کرے۔ (تفسیرِ قرطبی، الجزء الرابع، ص۱۹۲)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے امام ابنِ عدی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ عزوجل اور اس کا رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مشورے سے مستغنی ہیں لیکن اللہ عزوجل نے مشورے کو میری امت کے لئے رحمت بنادیا ہے
(روح المعانی، ج۴،ص۱۰۷)

مشورے کے فوائد

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اس میں کسی مسلمان شخص سے مشورہ کرے اللہ تعالیٰ اسے درست کام کی ہدایت دے دیتا ہے۔
(تفسیر در منثور، ج۷،ص۳۵۷)

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے"کوئی قوم جب بھی آپس میں مشورہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے ان کی افضل رائے کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن، الجزء الرابع، ص۱۹۳، ط.)

نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفاتِ ظاہری کے بعد قبیلہ بنوثقیف (جو آخر الاسلام قبائل سے تھا) نے اِرتداد کا ارادہ کیا اور حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کیا جو ان میں لائقِ اطاعت، سمجھدار شخصیت تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا"عرب والوں میں سب سے آخر میں اسلام قبول کرکے سب سے پہلے مُرتَد ہونے والے نہ بنو۔"اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس مشورے سے انہیں نفع دیا (اور وہ اسلام پر ثابت قدم رہے)۔(العقد الفرید، ج۱،ص۶۶، ط.)

حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے استخارہ کیا وہ نامراد نہیں ہوگا اور جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہیں ہوگا اور جس نے میانہ روی کی وہ کنگال نہیں ہوگا۔
(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۶۶۲۷، ج۵،ص۷۷)

مشورہ کرنے والا درستی پاتا ہے

کہا جاتا ہے کہ جسے چار چیزیں دی گئیں اس سے چار چیزیں نہیں روکی جاتیں۔
(1) جسے شکر کرنے کی توفیق ملی اس سے مزید عطا منع نہیں کی جاتی۔
(2) جسے توبہ کی توفیق دی گئی اس سے قبولیت نہیں روکی جاتی۔
(3) جس نے استخارہ کیا اس سے خیر نہیں روکی جاتی۔
(4) جس نے مشورہ کیا اس سے صواب و درستی نہیں روکی جاتی۔ (المستطرف، ج۳،ص۲۴۸)

خود رائی عقل کی دشمن

کسی دانا سے پوچھا گیا کونسی چیز عقل کی زیادہ مُؤیِّد اور کونسی زیادہ مُضِر ہے۔ کہا، عقل کے لئے زیادہ مفید تین چیزیں ہیں (1) علماءِ کرام سے مشورہ کرنا۔(2) امور کا تجربہ ہونا۔(3) کام میں ٹھہراؤ سلجھاؤ ہونا

اور زیادہ مضر بھی تین چیزیں ہیں۔

(1) خود رائی (2) نا تجربہ کاری (3) جلد بازی۔ (العقد الفرید، ج۱، ص ۲۶)

پسند کا معاملہ

منقول ہے کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ سے استخارہ، دوستوں سے مشورہ اور اپنی عقل سے خوب غور وخوض کرنے کے بعد کوئی امر سرانجام دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا معاملہ اس کی پسند کے مطابق کر دیتا ہے۔ (المستطرف، ج۳، ص ۲۴۸)

فرمانِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ہمارے آقا اعلیٰ حضرت، مجدِّدِ دین وملت، امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، ''امت کے لیے فائدۂ مشورہ یہ ہے کہ تلاحق اَنظار واَفکار (یعنی نظریات کے باہم ملنے) سے بارہا وہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ صاحبِ رائے کی نظر میں نہ تھی۔'' (فتاویٰ رضویہ جدید، ج۱۸، ص ۴۹۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دینی و دنیاوی امور میں مشورے کی بڑی اہمیت وضرورت اور نفع اندوزی و برکت ہے۔ ایک شخص کی رائے اس کچے دھاگے کی مثل ہے جس سے کوئی وزنی چیز نہیں اٹھائی جاسکتی مگر جب مشورے کے ذریعے چند آراء مل گئیں تو اس مضبوط رسی کی طرح ہوگئیں جس سے بھاری چیزیں بھی باندھ کر اٹھائی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ شخصِ واحد کی رائے کے مقابلے میں مشورے کے ذریعے انتخاب کردہ رائے درستی وصواب تک پہنچنے میں زیادہ کارگر رہتی ہے اور اگر بالفرض وہ (منتخب رائے) مقصود و مطلوب تک نہ بھی پہنچائے اور نتیجے میں درستی نہ بھی حاصل ہو تو بھی مشورہ کرنے والا شرمندگی وندامت اور طعنہ زنی وملامت سے محفوظ و مامون رہتا ہے کیونکہ معاملہ سب کی رائے سے طے پایا تھا۔

یہاں ایک اَعرابی کا قول بہت درست واقع ہوتا ہے کہ کوئی مددگار مشورے سے بڑھ کر قوی نہیں کیونکہ مشورے کے بعد کوئی کام سرانجام دینے سے ناکامی ونقصان کی صورت میں مشورہ دینے والے مُمِدّ ومُعاوِن ہو کر نقصان پورا کرنے میں ساعی ہوتے ہیں ورنہ بغیر مشورے کے کسی کام کی انجام دہی سے ناکامی کی صورت میں بے یاری و مددگاری خجلت و شرمندگی اور جگ ہنسائی کا سامنا ہوسکتا ہے۔

نیک بخت کون؟

حضرتِ سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو بندہ مشورہ لے وہ کبھی بد بخت نہیں ہوتا اور جو بندہ خود رائے اور دوسروں کے مشوروں سے مستغنی (یعنی بے پرواہ) ہو وہ کبھی نیک بخت نہیں ہوتا۔ (الجامع لاحکام القرآن، الجزء الرابع، ص ۱۹۴)

اِنَّ اللَّبِيْبَ اِذَا تَفَرَّقَ اَمْرُهٗ ۔۔۔ فَتَقَ الْاُمُوْرَ مُنَاظِرًا وَّ مُشَاوِرًا

وَاَخُو الْجَهَالَةِ يَسْتَبِدُّ بِرَاْيِهٖ ۔۔۔ فَتَرَاهُ يَعْتَسِفُ الْاُمُوْرَ مُخَاطِرًا

(1) عقل مند کا معاملہ جب متفرق ہو (کر الجھ) جاتا ہے تو وہ غور وفکر اور مشورہ کرتے ہوئے اس کی جہتوں کو یقیناً واضح

کرلیتا ہے۔

(2) اور جاہل وناتجربہ کار اپنی رائے کو ترجیح دیتا ہے، پس تو دیکھتا ہے کہ وہ خطرے میں پڑتے ہوئے اپنے کام بغیر سوچے سمجھے کرگزرتا ہے۔

خود رائی کا نقصان

کہا جاتا ہے، ''جس نے اپنی رائے کو بڑا جانا بہک گیا۔'' (الجامع لاحکام القرآن، الجزء الرابع، ص ۱۹۲)

حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں ''جس نے اپنی رائے کو کافی جانا وہ خطرے میں پڑ گیا۔'' (المستطرف، ج ۳، ص ۲۲۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے خودرائے (یعنی اپنی رائے کو بڑا جاننے والا) عبرت حاصل کرے اور عاجزی اختیار کرتے ہوئے مشورے کو وتیرہ بنائے کہ یہی ہمارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا مبارک خلق اور پاکیزہ سنت ہے۔

مشورہ کرنا سنت ہے

ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم باوجودیکہ مشورے سے مستغنی تھے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ کرکے ان کی حوصلہ افزائی فرماتے اور ان کے مناسب مشورے بخوشی قبول فرمالیتے جس کی روشن مثالیں غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے پر خندق کھودکر اور غزوۂ اُحد میں میدان میں جنگ کرنا وغیرہ ہیں۔

مدنی آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی عاجزی وانکساری کی خوشبوؤں سے مہکتا اور مشورے کی برکتیں لٹاتا ایک واقعہ ملاحظہ ہو جو غزوۂ بدر کے موقع پر پیش آیا۔ چنانچہ

جنگی تدبیر اور مشورہ

غزوۂ بدر میں مَدَنی آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے وادیٔ بدر کے پہلے کنویں پر پہنچ کر وہاں قیام فرمایا تو حضرت خباب بن منذر رضی اللہ تعالی عنہ نے استفسار کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم یہاں قیام کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے اور ہم اس سے آگے یا پیچھے نہیں جاسکتے یا محض جنگی چال اور حربی نکتۂ نظر سے اِس مقام کا انتخاب فرمایا ہے؟ آقائے مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ محض جنگی تدبیر کے لحاظ سے میری رائے ہے۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالی عنہ عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پھر (میرے خیال میں) یہ جگہ قیام کے لئے بہتر نہیں، بلکہ مناسب خیال فرمائیں تو آگے تشریف لے چلئے کہ تمام کنویں ہمارے پیچھے رہ جائیں اور ایک کنویں کے سوا تمام کنویں پاٹ دیجئے۔ اور اس ایک کنویں پر حوض بنا کر (پانی جمع کرلیجئے)۔ پھر ہم جہاد کریں گے اور پانی پیئیں گے جبکہ دشمن نہ پی سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے حضرت خباب رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے بہت پسند فرمائی اور اسی

پرعمل فرمالیا۔(دلائل النبوۃ للبیھقی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۳۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے مشوروں اور آراء کی خوب قدر افزائی فرماتے اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان بھی آقائے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس قدردانی وشفقت ،نرمی ورحمت اور مناسب مشورہ قبول فرمانے والی مبارک خصلت کی ڈھارس سے دل کھول کر اپنی رائے کا اظہار کرلیا کرتے چنانچہ حضرت سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس خلقِ حسن کی برکتیں لوٹتے ہوئے اپنی رائے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں پیش کردی جسے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قبول فرماکر اپنے غلام حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا بڑا اعزاز عطا فرمایا کہ اپنی انتخاب فرمودہ جگہ ترک کر کے ان کی رائے پرعمل فرمالیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے معزز ومکرم اسلافِ کرام علیہم الرضوان بھی اپنی تمام تر صواب اندیشی وعمدہ فکری کے باوجود رسولِ کریم رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اتباع میں اپنے ماتحت اصحاب سے مشورہ فرمایا کرتے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مشورے

حضرت قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی ایسا امر درپیش ہوتا جس میں اہلِ فقہ ورائے کے مشورے کی ضرورت ہوتی تو آپ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور مہاجرین وانصار کے چند اور حضرات علیہم الرضوان کو بلاتے (اور ان سے مشورہ فرماتے)۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے

امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک مجلس جوان وعمر رسیدہ علماء سے بھری ہوتی تھی بسا اوقات ان سے مشورہ کرتے تو فرماتے "تم میں سے کسی کو اس کی کم عمری مشورہ دینے سے نہ روکے کیونکہ علم کا مدار کم یا زیادہ عمر پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے علم سے نواز دیتا ہے۔(مصنف عبدالرزاق، ج ۱۰، ص ۳۶۳)

خلیفہ کا چناؤ بھی مشاورت سے

امام وخلیفہ کا تقرر کس قدر اہم مسئلہ تھا مگر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بھی شوریٰ کی صواب دید پر چھوڑ دیا (تاریخ الخلفاء، ص ۱۳۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صائب الرائے شخصیت ہیں کہ جن کی رائے کی موافقت میں قرآنِ پاک کی کم وبیش 20 آیاتِ کریمہ نازل ہوئیں۔(تاریخ الخلفاء، ص ۱۲۲، ط.) مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ تواضع کا یہ عالم ہے کہ پھر بھی اپنے اصحاب سے مشورے طلب فرمایا کرتے اور اس کی ترغیب ارشاد فرمایا کرتے اور یہی طریقہ بعد کے والیانِ خلافت وخیارِ امت کا رہا۔

مشورے کی سنت اپنائیے

مگر افسوس ایک ہم ہیں کہ ہمیں کوئی منصب یا ذمہ داری مل جاتی ہے تو کسی ماتحت سے مشورہ کرنا تو کجا اگر کوئی ماتحت از خود ہمیں مشورہ دینے کی جسارت کر بیٹھے تو اس کو بد تہذیب، بے ادب، گستاخ اور زبان دراز جانتے اور اپنے عہدے کے غرور اور بد خلق و حوصلہ شکن رویے کے فتور سے اس کے دل کا شیشہ چکنا چور کر ڈالتے ہیں۔ کاش ہم عاجزی اپنا کر اپنے آقائے خوش خصال، صاحبِ شیریں مقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مشورہ کرنے والی سنت پر بھی عمل پیرا ہوں اور وسعتِ قلبی سے اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کی رائے لینے کا خلق اپنائیں اور ان کی مناسب رائے قبول بھی کریں۔

کسی کی رائے حقیر نہ جانئے

اردشیر بن بابک کا قول ہے "حقیر آدمی کی طرف سے دی گئی درست رائے کو حقیر نہ جان کیونکہ "موتی" اس کے نکالنے والے غوطہ خور کی حقارت کی وجہ سے کم قیمت نہیں جانا جاتا۔" (المستطرف، ج ۳، ص ۲۴۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم بھی مدنی مشوروں کے یہ قیمتی موتی چننا شروع کریں گے تو ان شاء اللہ عزوجل محبت و الفت، لحاظ و مُرُوَّت، مہارت و صلاحیت، خیر خواہی و حمایت، تقسیم کار کی وسعت، دوامی اجتماعیت اور رفعت و شوکت کی چمک دَمک سے جگمگاتی ایسی پُر نور لڑی تیار ہوگی جو عُرُوسِ "دعوتِ اسلامی" کے سرِ عروج پر مُزَیَّن تاجِ عزّت سے معلّق سہرے میں خوب سجے بجے گی۔

امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی کیا بات ہے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے مشورے کا فیضان عام اور خودرائی کا انداز تمام کرتے ہوئے نہ صرف خود عملی طور پر مشورے کی سنت کو زندہ کیا اور شفقت و نرمی، حوصلہ افزائی، یکساں توجّہی اور احترامِ مسلم سے بھرپور مدنی مشاورت کا ایسا پیارا اور دلکش انداز پیش کیا جو طنز و حوصلہ شکنی، تضحیک و تجہیل اور درشت روی و عدم توجہی سے یکسر پاک ہے بلکہ مرکزی مجلسِ شوریٰ کو اس سلسلے میں واضح احکامات عطا فرما کر (ذیلی حلقے سے لیکر مجلسِ شوریٰ تک) ہر سطح پر مشاورت کے قیام کا سلسلہ بھی جاری فرما دیا ہے جسے آپ دامت برکاتہم العالیہ کے مبارک انداز میں ڈھالنے کی کوشش جاری ہے۔

امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مشورے کا انداز

امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا مدنی مشورہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمانِ پُر بشارت "یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَ بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا" یعنی آسانی پیدا کرو اور تنگی نہ دو اور خوشخبری دو اور متنفر نہ کرو (صحیح البخاری، ج ۱، ص ۱۶)" کی عملی تصویر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی مشاورت یُسر و بشارت کی سہولتوں سے مملو، تنفیر و تنکیر کی تلخیوں سے مبرّا، سرور آمیز سنجیدہ ماحول میں ہوتی ہے۔ آپ کی شفقت کی تھپک اور آپ کے مزاج کا رِفق شرکاءِ مدنی مشورہ کو اتنا حوصلہ دے دیتا ہے کہ باوجود رعبِ ولایت کے کوئی بھی اسلامی بھائی اپنے مشورے کی پیش گزاری میں جھجک محسوس نہیں کرتا۔ کوئی کیسا ہی خفیف و نامناسب بلکہ احمقانہ مشورہ ہی دے

بیٹھے آپ دامت برکاتہم العالیہ اس کو انتہائی تحمّل و وسعتِ ظرفی سے سنتے اور پھر بڑے پُر شفقت و حکیمانہ انداز میں اس مشورے کی کمزوریوں پر روشنی ڈال کر اِس طرح اسکا نامناسب ہونا واضح کر دیتے ہیں کہ مشورہ دینے والے کی حوصلہ شکنی بھی نہیں ہوتی اور وہ اپنی غلط رائے سے رجوع بھی کر لیتا ہے۔

اس سے ان اسلامی بھائیوں کو ضرور درس حاصل کرنا چاہئے جو اپنے مشوروں میں غلط انداز سے دوسروں کی بات کی کاٹ کرتے اور کسی کے نامناسب مشورے پر طنز و تضحیک سے کام لیتے ہیں کہ اس سے جہاں شرکاءِ مدنی مشورہ کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے وہاں وہ خود بھی مخلص مشیروں کی وفاداریوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں بلکہ اپنے خلاف اسلامی بھائیوں کا ایک حلقہ بنا لیتے ہیں۔ یقیناً یہ ہمارا حکمتِ عملی سے محروم تنگ ظرف کردار ہی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم چند اسلامی بھائیوں کے ذمے دار ہو کر بھی انہیں اپنا بنانے میں ناکام ہیں اور امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی نرمی و شفقت، حکیمانہ اِمارت اور عمدہ مُشاورت کا اثر ہے کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ لاکھوں اسلامی بھائیوں کے دلوں کی دھڑکن اور روح کی راحت بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی اگر کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا حلم و حکمت بھرا انداز اختیار کرنا ہوگا، اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کی عزتِ نفس کا خیال رکھ کر انہیں سینے سے لگانا ہوگا، ان سے مشورہ کرنے کو اہمیت دے کر انہیں احساسِ محرومی کا شکار ہونے سے محفوظ رکھنا ہوگا اور اگر بالفرض ان کے مشورے پر عمل کی صورت میں نقصان ظاہر ہو تو بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہوئے انہیں ملامت و توبیخ کرنے سے بچنا ہوگا۔

تو نے ایسا کہا تھا!

کسی دانا کا قول ہے جب تیرا دوست تجھے مشورہ دے اور اس کا انجام اچھا نہ ہو تو اس بات پر اسے ملامت و عتاب نہ کر اور اس طرح بھی نہ کہہ، تو نے ایسا کہا تھا، تیری وجہ سے ایسا ہوا ہے، اگر تو نہ ہوتا تو ایسا نہ ہوتا کیونکہ یہ سب زجر و ملامت ہی ہے (اور اس سے تیرا دوست شرمندہ ہوگا اور آئندہ تو اس کی بھلائی سے محروم ہو جائیگا)

(المستطرف، ج۳، ص۲۴۷)

مشورہ قربت کا باعث ہے

مشورہ کرنا ایسا مبارک فعل ہے کہ اس سے وہ شخص جس سے مشورہ کیا جائے اپنی قدر و قیمت اور تکریم و اہمیت محسوس کر کے مسرور ہوگا اور اس کی مشورہ لینے والے سے وابستگی و قربت بڑھے گی۔ بلکہ اگر ناراض اسلامی بھائی سے مشورہ کیا جائے تو یہ مشورہ کرنا اس کا بغض و کینہ کافور اور ناراضگی دور کر کے دل میں لطف و محبت کا نور پیدا کریگا۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے آیت: وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کے تحت اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (الجامع لاحکامِ القرآن، الجزء الرابع، ص۱۹۲)

اور اگر ناراض اسلامی بھائی کوئی مشورہ طلب کرے تو اسے بھی اچھے انداز میں بہتر مشورہ ضرور دینا چاہیے۔ ایک مفکر کا قول ہے، "جب تجھ سے تیرا کوئی دشمن مشورہ کرے تو اسے عمدہ مشورہ دے کیونکہ مشورہ کرنے سے اس کی تیرے ساتھ دشمنی محبت میں بدل جائیگی۔ (المستطرف، ج۳، ص۲۴۷)

صائب الرائے کی فوقیت

ایسی پختہ فکر، وسیع النظر، ذو تجربہ اور صائب الرائے شخصیت جس کی درستی وصواب اغلب واکثر ہو اگر بغیر مشورے کے بھی کوئی امر فرمادے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایسی شخصیات ہی کی آراء سے تو قومیں بنتی اور فلاح پاتی ہیں۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفاتِ ظاہری کے بعد حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قافلے کی روانگی کے سلسلے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے مشوروں سے قطعِ نظر کرتے ہوئے اپنی وسعتِ ذہنی اور بالغ نظری سے اسے روانہ کرنے کی اپنی رائے پر ہی ثبت اختیار فرمایا، جس کے بعد میں کثیر فوائد ظاہر ہوئے۔ (ملخصاً الریاض النضرہ، الجزء الاول، ص ۹۸)

عتبی کہتے ہیں کہ قومِ عبس کے ایک شخص سے کسی نے پوچھا، تمہاری قوم میں درست رائے والے کتنے زیادہ ہیں؟ اس نے جواب دیا ہم ہزار آدمی ہیں اور ہم میں ایک ہی شخص حازم و تجربہ کار ہے۔ ہم سب (اپنے کاموں میں) اس سے مشورہ کر کے چلتے ہیں۔ تو گویا ہم سب کے سب تجربہ کار و درست رائے والے ہیں۔ (العقد الفرید، ص ٦٧)

مشورہ دینے والا کیسا ہو؟

مشورے کے باب میں یہ بات انتہائی اہم ہے کہ مشورہ دینے والا کیسا ہے کیونکہ مشیر کا بھی کسی کام میں بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ چنانچہ

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے امیر المومنین مولا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم سے استفسار کیا کہ خلفاء ثلثہ کے زمانے میں فتوحاتِ اسلامی زیادہ ہوئیں اور آپ کے زمانے میں خانہ جنگی زیادہ رہی اس کا سبب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا، انہیں مشورہ دینے والے ہم تھے اور ہمیں مشورہ دینے والے تم ہو۔ لہذا ضروری ہے کہ مشورہ دینے والا اپنے آپ کو ان اوصاف سے متّصِف کرے جس سے اس کی رائے خام سے تام ہو جائے اور وہ مشورہ دینے میں مُفید کردار ادا کر سکے۔ چنانچہ مشورہ دینے والا معاملے کی نوعیت سے صحیح طور پر آگاہ، آدابِ مشورہ سے واقف، تہذیب وشائستگی کا پیکر، خلوص و للّہیت کا حامل، غور وخوض کا عادی، سلجھا ہوا، سنجیدہ فکر اسلامی بھائی ہونا چاہیے۔

مشورہ دینے کے آداب میں منقول ہے ''مشورہ دینے والا معاملے کی باریکیوں کا صحیح علم رکھنے والا، مہذب وشائستہ رائے والا ہو کیونکہ بہت سے علم والے درست رائے کی معرفت نہیں رکھتے اور کئی ایسے ہیں جو معمولی بات میں بحث کرنے میں بھی درستی پر نہیں ہوتے''۔ (ایضاً ص ۲۴۶)

مُشیر عاجزی واخلاص والا ہو

مشیر (یعنی مشورہ دینے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ عاجزی واخلاص والا ہو۔ اس کا مقصد اپنی رائے کی برتری ثابت کرنا نہیں بلکہ معاملے کی بہتری ہونا چاہئے۔ لہٰذا اگر ذمہ دار اس کی رائے کے علاوہ کسی اور بات میں بہتری سمجھتے ہوئے اسے اختیار کرے تو اس کے دل میں کچھ بھی رنج پیدا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اسے اپنا یہی ذہن بنائے رکھنا چاہئے کہ

میرا مشورہ ناقص ہے اگر کام میں آجائے تو میرے لئے ثواب ہے اور اگر کسی اور رائے پر عمل ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں ہی بہتری فرمادے۔ لہٰذا جب بھی مشورہ دیں وسعتِ نظری وقلبی کے ساتھ دیں۔

الحمدللہ عزوجل امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے ہمیں یہ ذہن دیا ہے کہ جب بھی مشورہ دیں یہ کہہ کر دیں کہ "یہ میرا ناقص مشورہ ہے۔" جب ہم خود اپنے مشورے کو واقعی ناقص جانیں گے تو قبول نہ ہونے پر رنج نہیں ہوگا اور نفس وشیطان بھی کوئی وار نہ کرسکیں گے اور اگر قبول نہ ہونے پر ناراضی کا اظہار کر بیٹھے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارا زبان سے اپنے مشورے کو ناقص کہنا عاجزی نہیں ریاکاری تھا۔ اس لئے مشورہ دینے والے کو پہلے ہی سے اپنا یہ ذہن بنالینا چاہئے کہ میرا مشورہ ناقص ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ نہ مانا جائے۔ وگرنہ مشورہ مسترد ہونے کی صورت میں شیطان اپنا کام کر دکھاتا اور عزتِ نفس وانا کا مسئلہ بنوا کر آپس میں اختلافات پیدا کروادیتا ہے۔ نیز مشورہ دینے والا یہ بات بھی ذہن میں رکھے کہ مشورہ لینے والے کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کی رائے سے اتفاق نہ کرے۔

مشورہ یا حکم؟

حضرتِ بَرِیْرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باندی تھیں۔ اِن کے آقا نے ان کا نکاح حضرت مُغِیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کروادیا اور کچھ عرصے کے بعد انہیں آزاد کردیا۔ آزاد ہونے کے بعد حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ حق حاصل ہوگیا کہ وہ چاہیں تو اپنے شوہر کے ساتھ رہیں یا علیحدگی اختیار فرمالیں۔ چنانچہ حضرتِ بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے علیحدگی کا ارادہ فرمایا، حضرت مُغِیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ سے بہت محبت فرماتے تھے اور علیحدگی نہ چاہتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (حضرتِ بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے) فرمایا، بہتر ہے کہ تم اس سے رجوع کرلو۔ وہ عرض گزار ہوئیں، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! کیا آپ مجھے یہ حکم دیتے ہیں؟ فرمایا، میں سفارش کرتا ہوں۔ عرض کی مجھے اس (رجوع) کی حاجت نہیں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۵۲۸۳، ج ۳، ص ۴۸۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عاجزی کے قربان! کس قدر پیارا درس عطا فرمایا کہ کوئی کیسا ہی ذہین وفطین اور کتنی ہی اہم شخصیت ہو اگر کوئی اس کا مشورہ قبول نہ کرے تو اس سے رنجیدہ خاطر ہو کر اس پر غضب ناک نہ ہوجائے اور اس مشورہ نہ ماننے والے کے بارے میں دل میں بغض نہ رکھ لے بلکہ اس طرف توجہ رکھے کہ جسے میں مشورہ دے رہا ہوں اُس پر لازم کب ہے کہ وہ میرے مشورے پر عمل بھی کرے اور ایک ماتحت کے لئے تو نگران وذمے دار کے بارے میں اس سے بڑھ کر آداب قابلِ لحاظ ہیں۔

مُشیر امین اور رازدار ہو

مشیر کے لئے امانت دار اور صاحبِ راز ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ نبیوں کے سرور، رسولوں کے افسر محبوبِ ربِّ داور عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قیدی تقسیم فرمارہے تھے۔ جب دو غلام (یعنی قیدی) باقی رہ گئے تو ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حصولِ غلام کی غرض سے) حاضر ہوئے۔ رسولِ مختار، باذنِ

پروردگار عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں میں سے جو چاہو اختیار کرلو'' ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! بلکہ آپ انتخاب فرمادیں۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دو مرتبہ اپنا ایک دستِ اقدس دوسرے مبارک ہاتھ پر مارتے ہوئے فرمایا: ''اَلْمُسْتَشَارُ اَمِیْنٌ، اَلْمُسْتَشَارُ اَمِیْنٌ'' یعنی جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے، جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔(اس ارشاد کے بعد فرمایا) لے، (ان دونوں غلاموں میں سے) یہ لے لے، کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

(مصنّف عبدالرزاق، ج ۱۰، ص ۳۶۲)

سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد خلفاء وائمہ مباح کاموں میں امین لوگوں اور علماء سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ (الجامع لاحکام القرآن، الجزء الرابع، ص ۱۹۳)

سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں، ''متقی، امانت دار اور خوفِ خدا عزوجل رکھنے والے شخص سے مشورہ کرنا چاہئے''۔ (ایضاً)

بعض علماء فرماتے ہیں، ''کسی تجربہ کار شخص سے مشورہ لینا چاہئے کیونکہ وہ تم کو ایسی رائے دیگا جو اسے تو گراں دستیاب ہوئی مگر تجھے مفت میں مل جائیگی''۔ (ایضاً)

لہٰذا مشورہ اس کے اہل سے کرنا ضروری ہے بیماری میں پولیس اور عمارت کی تعمیر میں طبیب سے مشورہ نہیں لیا جائے گا۔ اسی طرح کہا گیا ہے کہ مندرجہ ذیل سے مشورہ نہ کیا جائے۔

(۱) جاہل (۲) دشمن (۳) ریاکار (۴) بزدل (۵) بخیل (۶) خواہشات کا پیرو۔

کیونکہ رائے دینے میں جاہل گمراہ کرے گا، دشمن ہلاکت چاہے گا، ریاکار لوگوں کی خوشنودی کو پیشِ نظر رکھے گا، بزدل کم ہمتی کا مظاہرہ کریگا، بخیل کی رائے حرصِ مال سے خالی نہ ہوگی اور خواہشات کی پیروی کرنے والا اپنی خواہشات کا غلام ہوتا ہے سو اس کی رائے اس کی خواہش کے تابع ہوگی۔ (المستطرف، ص ۲۲۸)

لالچی اور خوشامدی سے بھی مشورہ نہیں کرنا چاہئے کہ یہ ہمیشہ اپنا فائدہ سوچے گا اور اجتماعی مفادات سے کچھ غرض نہ رکھے گا۔

لہٰذا مشورہ دینے والے کو چاہئے کہ مذکورہ بالا صفاتِ مذمومہ سے خود کو بچائے۔ اور اپنے اندر ایسی اعلیٰ صفات اور ایسی کڑھن اور اخلاص پیدا کرے کہ اس کے مشورے مدنی کاموں میں زیادہ سے زیادہ بہتری لانے کے لئے مفید وسود مند ثابت ہوسکیں۔ لہٰذا تمام نگران اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ مرکزی مجلس شوریٰ کی طرف سے عطا کردہ، ''مدنی مشورہ کے ۱۹ مدنی پھول'' کے مطابق اپنے مشورے کریں اور باہمی مشاورت ہی سے معاملات کو طے کریں تاکہ مشوروں کی برکت سے تقسیم کاری کے ساتھ ساتھ نعم البدل اسلامی بھائی بھی ملنا شروع ہوجائیں۔

ذمہ داران کیلئے 19 مدنی پھول

مرکزی مجلس شوریٰ، ملکی انتظامی کابینہ، ہر سطح کی مجلس مشاورت، ڈویژنل اور تحصیل اور علاقائی نگران صاحبان (ذمہ دار اسلامی بہنیں بھی ضرورتاً ترمیم کر کے) "مدنی مشورہ" میں تلاوت ونعت کے بعد ہر بار پڑھ کر سنادیں کاش! یہ مدنی پھول ہر ذمہ دار کے کانوں میں ہر ماہ دوہرائے جاتے رہیں۔ مقولہ ہے: مَاتَکَرَّرَ تَقَرَّرَ یعنی جو بات بار بار دوہرائی جاتی ہے وہ دل میں قرار پکڑ لیتی ہے۔

۱۔ مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن پر مضبوطی سے قائم رہیں، علمائے اہلسنت کا ادب کریں۔

۲۔ "تم سے تمہارے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائیگا۔" (مجمع الزوائد، ج ۵، ص ۲۰۷)

ہر تنظیمی ذمہ دار سے بھی بروز قیامت ایک ایک ماتحت کے بارے میں باز پُرس ہوگی، حاکم نہیں خادِم بن کر ہی رہیں۔ اور اپنے دل کو عاجزی کا خُوگر بنائیں۔

۳۔ آپکا منصب کر کے دکھانا نہیں، فقط کوشش کئے جانا ہے۔ کامیابی دینے والی ذات رب کائنات کی ہے۔

۴۔ ہر تنظیمی کام کے آغاز میں (دل ہی میں سہی) دعا کی عادت بنائیں، نظر "اسباب" پر نہیں خالق اسباب پر رکھیں۔

۵۔ گمبھیر مسئلہ آپڑے تو صلوٰۃ الحاجۃ، صلوٰۃ الاسرار یا ختم غوثیہ وغیرہ کا اہتمام فرمائیں، گڑ گڑا کر دعا مانگیں۔

۶۔ ایسوں کو ڈھونڈتے رہیں جو پہلے آتے تھے مگر اب نہیں آتے۔ ہفتے میں کم از کم ایک بچھڑے ہوئے اسلامی بھائی کو دوبارہ مدنی ماحول سے ضرور وابستہ کریں۔ (یہاں وہ مراد نہیں جن پر تنظیمی پابندی لگی ہو)

۷۔ ملنساری "انفرادی کوشش" کی رُوح ہے۔

۸۔ انتہائی نرمی کے ساتھ گھر میں بھی مدنی ماحول بنائیں، اگر آپ کی سُنی جاتی ہے تو دیور وجیٹھ اور بھابھی کے پردے کو یقینی بنائیں۔ گھر کی بے احتیاطیاں باہر آنے سے دعوتِ اسلامی کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

۹۔ یہ شکایات عام ہیں کہ "اسلامی بھائی اطاعت وتعاون نہیں کرتے، الگ گروپ بنالیا ہے" وغیرہ۔ اس کی بنیادی وجہ اکثر ذمہ دار کی بے احتیاطیاں بھی ہوتی ہیں مثلاً جو "ذمہ دار" غصیلا، باتونی، ایک یا چند سے گہری دوستی رکھنے والا، رُوٹھے ہوؤں کو منانے کے بجائے ان کی کاٹ کرنے والا، تو تکار، ابے تبے اور بازاری لہجے والا اور نرمی سے محروم ہوگا تو اس کے علاقے میں شکایات ختم ہونے کے بجائے بڑھتی چلی جائیں گی۔

۱۰۔ معمولی بے احتیاطی بھی کبھی کبھی بہت بڑے نقصان کا باعث بنتی ہے۔ اگر آپ واقعی مدنی کام کرنا چاہتے ہیں تو جب تک شریعت حکم نہ دے ہرگز کسی سُنّی کو اپنا مخالف نہ بنائیں۔

۱۱۔ آپ کی ایک ایک حرکت کو لوگ بغور دیکھتے ہوں گے لہٰذا کوئی ایسا کام نہ کریں کہ دعوتِ اسلامی پر انگلی اٹھے۔

۱۲۔ ایک طرف کی سن کر کوئی رائے قائم نہ کریں، نہ ہی فیصلہ سنائیں، فریقین کی الگ الگ سنیں اور عفوو درگزر کے فضائل بیان کر کے نرمی پر آمادہ کریں پھر دونوں کو اکٹھا بٹھا کر صلح کروادیں۔

۱۳۔زبان کی بے احتیاطی مدنی ماحول کیلئے غالباً سب سے زیادہ نقصان دِہ ہے۔ لہٰذا ڈانٹ ڈپٹ اور مَسخرہ پن کیلئے خود پر پابندی لگائیں، گفتگو کے اشارے سیکھ لیں اور ضرورتاً اس طرح کی تقسیم کرلیں مثلاً والِدَین سے نیز فون پر زبان سے بات کروں گا۔ جو چھوٹا بھائی ماحول میں ہے اس سے اور فلاں فلاں اسلامی بھائی سے حتی الامکان اشارے سے اور لکھ کر کام چلاؤں گا۔ ان شاء اللہ آہستہ آہستہ آپ سنجیدہ اور کم گو ہو جائیں گے۔ پھر دیکھئے مدنی ماحول میں حسن اخلاق کے کیسے مدنی پھول کھلتے ہیں۔ اس کیلئے مہینے میں کم از کم ایک بار رسالہ "قفل مدینہ" اجتماعی یا انفرادی طور پر پڑھنا ان شاء اللہ عزوجل مفید رہے گا۔

۱۴۔ ہر مہینے مدنی قافلے میں سفر اور مدنی انعامات کا ہر ماہ فارم جمع کروانے میں ذمّہ داران کوتاہی کرکے اسلامی بھائیوں کی تنقید یا حوصلہ شکنی اور دعوت اسلامی کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔

۱۵۔ غلطی کرنے والے کی براہ راست اصلاح کریں اور مسائل کا تنظیمی ترکیب سے حل نکالیں۔ جب تک شرعاً واجب نہ ہو جائے اس وقت تک کسی کی غلطی کو دوسرے کے آگے بیان کرکے بدگمانیوں، غیبتوں، چغلیوں اور ایک دوسرے کے عُیوب اچھالنے کا بازار گرم کرکے اپنی آخرت اور دعوت اسلامی کے مدنی ماحول کے نقصان کا سبب نہ بنیں۔

۱۶۔ جو چندہ جس مد یعنی عنوان کے تحت لیا اسی میں خرچ کرنا واجب ہے مثلاً مسجد کے نام پر لیا ہوا چندہ مدرسہ اور دیگر نیک کاموں پر خرچ کر دیا تو تاوان (یعنی جتنا خرچ کیا وہ پلّے سے) ادا کرنا پڑیگا۔ لہٰذا جس سے چندہ لیں اس سے کہیں، "یہ رقم ہمیں ہر نیک کام میں خرچ کرنے کی اجازت دے دیجئے۔" مستحق کو زکوٰۃ وفطرہ کا مالک بنانا شرط ہے۔ بلا حیلۂ شرعی مسجد یا مدرسہ کی تعمیر و مدرسین کی تنخواہ اور دیگر نیک کاموں میں استعمال نہیں کرسکتے۔

۱۷۔ جس اسلامی بھائی سے زکوٰۃ وفطرہ کا حیلہ کیا اس کو مالک بنا دینا ضروری ہے۔ وہ بھی عطیہ دیتے وقت کلی اختیارات دے اگر مثلاً اس نے دیتے وقت کہا، "یہ رقم فیضان مدینہ کی تعمیر میں لگائیں" تو اب کسی اور کام میں خرچ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔

۱۸۔ مسجد، مدرسہ یا کسی بھی سماجی ادارہ کی اسٹیشنری، فون اور بجلی وغیرہ کا بلا اجازتِ شرعی ذاتی استعمال نہیں کرسکتے۔ ہاں عرف کے مطابق جو بتی روشن ہے اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

۱۹۔ خدّام مسجد و مدرسہ ضرورت سے زائد بتی، پنکھا نہ چلائیں اور وقت پورا ہوتے ہی فوراً بند کردیں۔ بلا اجازتِ شرعی تاخیر کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ ہر ایک کو ان باتوں کا اپنے گھر میں بھی خیال رکھنا چاہیے۔

آخر میں اپنی نیت کی اصلاح کے ساتھ تین بار یہ پڑھیں اور سارے دوہرائیں۔ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے"۔ (ان شاء اللہ عزوجل) اپنی اصلاح کی کوشش کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔ ان دونوں کاموں کا عادی بننے کیلئے مجھے اپنی ذات پر یہ سات مدنی اصول نافذ کرنے ہیں۔

(۱) ہر نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنی ہے اور اس کیلئے کم از کم ایک کو دعوت دیکر اپنے ساتھ مسجد میں لے جانا ہے۔

(۲) روزانہ کم از کم دو گھنٹے مدنی کاموں میں صرف کرنے ہیں۔

(۳) ہفتے میں کم از کم ایک دن علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت میں اول تا آخر شرکت کرنی ہے۔

(۴) ہفتہ وار اجتماع میں پابندی کے ساتھ شروع سے ختم تک حاضری دینی ہے۔

(۵) روزانہ مدنی انعامات کا فارم پُر کرنا اور ہر ماہ ذمہ دار کو جمع کروانا ہے۔

(۶) زندگی میں یکمشت ۱۲ ماہ، ہر ۱۲ ماہ میں ۳۰ دن اور عمر بھر ہر ماہ تین دن کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔

(۷) انفرادی کوشش کے ذریعے اسلامی بھائیوں کو مدنی ماحول میں لانا ہے۔ میں بھی ان اصولوں پر عمل کی نیت کرتا ہوں اور آپ بھی نیت فرمالیں زور سے کہیے۔ ان شاء اللہ عزوجل۔

مدنی مشورے کو مؤثر بنانے والے مدنی پھول

مدنی مشورے سے قبل مندرجہ ذیل اُمور کو پیشِ نظر رکھئے۔

۱۔ سابقہ مدنی مشورے کے نکات کا مطالعہ کیجئے اور اِس بات کا یقین کر لیجئے کہ جو مدنی کام آپ کے سپرد کئے گئے تھے وہ انجام پا چکے ہیں۔

۲۔ سابقہ مدنی مشورے کے جن نکات کی تفصیل درکار ہو اسے اگلے مدنی مشورے سے قبل ہی اپنے نگران سے حاصل کر لیجئے تاکہ آئندہ مدنی مشورہ مفید ثابت ہو سکے اور جن اُمور پر سوالات قائم ہوتے ہوں انہیں بھی پہلے ہی تحریر کر لیجئے۔

۳۔ اِس بات پر بھی غور فرما لیجئے کہ آئندہ مدنی مشورے میں کن کن اُمور پر کس طرح گفتگو کرنی ہے۔

۴۔ مدنی مشورے سے پیشتر یا فوراً بعد کوئی اہم کام پہلے سے طے نہ کیجئے۔

۵۔ مدنی مشورے کے دوران کسی اہم فون یا معاملے کی وجہ سے توجہ کے منتشر ہونے سے بچنے کے لئے پہلے سے کسی نعم البدل کا انتظام فرما لیجئے۔

۶۔ مدنی مشورے میں پہنچنے کا درست وقت اگر 10:00 بجے ہے تو آپ پورے دس بجے ہی نہ پہنچئے بلکہ ہو سکے تو پچیس چھبیس منٹ ورنہ کم از کم پانچ دس منٹ قبل تشریف لائیے تاکہ آپ اپنا اضطراب دور کر سکیں اور خود کو مدنی مشورے کے ماحول میں ڈھال سکیں۔

۷۔ آئندہ مدنی مشورے کیلئے آپ کے نکات مکمل تیار ہوں، اور اس معاملے میں آپ کا ذہن اپنا مؤقف سمجھانے کیلئے بالکل صاف ہو اور دعوتِ اسلامی کے اجتماعی فوائد پر آپ کی نظر ہو۔

۸۔ مدنی مشورے کے دوران یہ بات ذہن نشین رکھیئے کہ میرا مشورہ یا تجویز ناقص ہے اور ممکن ہے کہ ردّ ہو جائے۔ نیز ایسی صورت میں ہرگز "انا" کا مسئلہ نہ بننے دیجئے، البتہ اپنا مؤقف اس قدر مدلل اور ٹھوس انداز میں مگر نرم گفتگو کے ساتھ پیش کیجئے کہ لوگوں کے دل ماننے پر مجبور ہو جائیں۔

۹۔اپنے نکات کے سلسلے میں ضروری کوائف مع متعلقہ لوازمات لازمی ساتھ رکھئے۔
۱۰۔اگرکسی وجہ سے غیر حاضری ہوتو اِس کی پیشگی اطلاع فرمادیجئے اور اگر نگران کی اجازت ہوتو متبادل کو مکمل تیاری کے ساتھ بھیج دیجئے۔

مدنی مشورے کے دوران مندرجہ ذیل اُمور کو مد نظر رکھئے۔

۱۔نکات اور دیگر گفتگو کو تحریر کرنے کیلئے ضروری اسٹیشنری جیسے ڈائری، قلم وغیرہ ساتھ رکھیئے۔
۲۔اپنے نکات واضح انداز اور مختصر گفتگو میں پیش کیجئے، لمبی چوڑی بحث سے اجتناب کیجئے۔
۳۔اگر آپ کوئی رائے دینا چاہیں یا کوئی بات ذہن میں ہو اور اس کا اظہار کرنا چاہیں تو مناسب وقت پر کردیجئے مگر اس میں صاف گوئی اور دیانت داری کو پیشِ نظر رکھیئے اور شرکاء کی دل آزاری سے خود کو بچا کر رکھیئے۔
۴۔خود بھی طے شدہ نکات پر ہی گفتگو کیجئے اور تمام شرکاء کو بھی اس کا پابند کیجئے۔خَلْطِ مَبْحَث (یعنی موضوع سے ہٹ کر غیر متعلقہ گفتگو) سے مدنی مشورے کو بچائے رکھئے۔
۵۔اگر کوئی بات آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو اِس کی وضاحت ضرور حاصل کیجئے کسی صورت میں بھی ابہام باقی نہ رہنے دیجئے۔
۶۔یاد رکھئے! مدنی مشورے اجتماعی نکات، دعوتِ اسلامی کی ترقی، اہم اُمور پر فیصلوں اور مسائل کے بہتر حل کیلئے کئے جاتے ہیں۔لہٰذا جسمانی حاضری کے ساتھ ساتھ ذہنی لحاظ سے بھی مکمل طور پر حاضر رہیں تا کہ آپ اپنی صلاحیتوں کو بھرپور استعمال کرسکیں۔
۷۔شرکاء مدنی مشورہ کے حفظِ مراتب اور عزتِ نفس کا خیال رکھتے ہوئے سب کے خیالات و آراء سننے کا حوصلہ رکھئے اورانہیں شاملِ گفتگو کیجئے۔اِس سے شرکاء کے حوصلے بڑھتے اور اعتماد بحال رہتا ہے۔
۸۔اُن معاملات سے خود کو بچایئے جس سے مدنی مشورے میں اختلاف اور نزاعی کیفیت پیدا ہو مثلاً طنز و تضحیک وغیرہ۔نیز مذاق مسخری، معیار سے گری ہوئی مثالوں، قہقہوں اور ہاتھ پر ہاتھ مارنے وغیرہ سے بھی مُجتنب رہیئے۔
۹۔جو مدنی کام آپ کو آئندہ کیلئے دیئے جارہے ہیں اُنہیں وضاحت کے ساتھ اپنے پاس تحریر فرمالیجئے۔

مدنی مشورے کے بعد یہ باتیں پیشِ نظر رکھئے۔

۱۔طے کئے ہوئے نکات کا بغور جائزہ لیجئے۔
۲۔جو مدنی کام آپ کے سپرد ہیں اِنہیں بہتر انداز میں سرانجام دینے کیلئے ان کے بارے میں غور و تفکر کیجئے۔
۳۔جن اسلامی بھائیوں تک فیصلے اور دیگر نکات پہنچانے ہیں اُن تک فوراً پہنچادیجئے۔
۴۔وہ باتیں کسی کے آگے بیان نہ کیجئے جن کے بارے میں ابھی فیصلہ محفوظ ہے یا جنہیں کسی اور کو بتانے سے روکا گیا ہے کہ یہ نکات آپ کے پاس مرکز کی امانت ہیں۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

لَاتُفْشِ سِرَّکَ اِلَّا اِلَیْکَ فَاِنَّ لِکُلِّ نَصِیْحٍ نَصِیْحًا

(تاریخ الخلفاء، ص۱۸۴)

ترجمہ: اپنا راز اپنے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کر کیونکہ ہر راز دار کا ایک راز دار ہوتا ہے۔

۵۔ جو بات اتفاق رائے سے طے ہوگئی اب اس معاملے میں لب کشائی سے خود کو بچا کر رکھیے ورنہ آپ کا وقار مجروح ہو سکتا ہے۔

۶۔ طے شدہ معاملات کے بارے میں ایسا انداز بھی اختیار نہ کیجئے جو اجتماعی فیصلے کے تأثر کو ختم کر کے رکھ دے، اگر کسی فیصلے پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس فرمائیں تو اسے آئندہ مدنی مشورے کے نکات میں لے لیجئے۔

۷۔ اتفاق رائے سے کئے گئے فیصلوں کے بعد ان پر عمل درآمد آپکی ذمہ داری ہے۔ اگر آپ کی اختلاف رائے درست بھی ہو تب بھی اجتماعی فیصلوں کی اپنی برکت اور افادیت ہوتی ہے۔ لہٰذا کبھی بھی "انانیت" اور "ذاتیت" کو بیچ میں لانے کی کوشش مت کیجئے۔

نگران یا جس نے مدنی مشورہ طلب کیا اُس کی ذمہ داری :

۱۔ مدنی مشورے میں جن معاملات اور نکات پر گفتگو ہونی ہے اِن کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کیجئے۔

۲۔ اس بات کو یقینی بنائیے کہ شرکاءِ مدنی مشورہ کو مقررہ تاریخ، دن، وقت اور مقام کی معلومات نیز اگر ضروری ہو تو نکات کی فراہمی ہو چکی ہے۔

۳۔ مدنی مشورے کا وقت پر آغاز کر دیجئے۔

۴۔ مدنی مشورہ عام فہم زبان میں کیجئے۔

۵۔ شرکاء کو گفتگو میں شریک رکھئے۔

۶۔ حکمت و شفقت سے نظم و ضبط اور ماحول کی سنجیدگی کو یقینی بنائیے۔

۷۔ درست فیصلوں تک پہنچنے کیلئے راہیں نکالئے۔

۸۔ آمرانہ انداز سے اجتناب کیجئے اور ایسا انداز اختیار فرمائیے کہ شرکاء اسلامی بھائیوں میں اعتماد پیدا ہو اور اجنبیت و خوف کی کیفیت جاتی رہے۔ اِس سے تخلیقی ذہن کھل کر سامنے آئیں گے۔

۹۔ آپ اپنا عندیہ قبل از وقت بیان کر کے شاید شرکاء کی رائے سے محروم ہو جائیں لہٰذا اولاً سب کو اپنا مؤقف کھل کر بیان کرنے دیجئے ہو سکتا ہے کوئی اسلامی بھائی اتنی پیاری رائے دے دے کہ آپ اپنا عندیہ بدلنے پر مجبور ہو جائیں۔ اگر آپ نے پہلے ہی اپنا ذہن دے دیا تو پھر اچھی رائے قبول کرنے میں بھی "انا" کا سامنا ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ جو نکات لکھ لئے گئے ہیں اِن کو ایک نظر دیکھ لیجئے اور اگر کوئی ضروری بات لکھنے سے رہ گئی ہو تو لکھوا لیجئے۔

۱۱۔ طے شدہ نکات پر عمل درآمد کو یقینی بنائیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ماخذ ومراجع

قرآن مجید مع کنز الایمان	
تفسیر قرطبی	دار الفکر بیروت
تفسیر در منثور	دار الفکر بیروت
روح المعانی	دار احیاء التراث العربی
الجامع لاحکام القرآن	دار الفکر بیروت
صحیح البخاری	دار الکتب العلمیہ بیروت
مسند امام احمد بن حنبل	دار الفکر بیروت
مصنف عبد الرزاق	دار الکتب العلمیہ بیروت
الجامع الصغیر للسیوطی	دار الکتب العلمیہ بیروت
السنن الکبریٰ للبیہقی	دار الکتب العلمیہ بیروت
المعجم الاوسط للطبرانی	دار الفکر بیروت
مشکوٰۃ المصابیح	دار الفکر بیروت
فردوس الاخبار	دار الکتب العربی بیروت
مجمع الزوائد	دار الفکر بیروت
المستطرف	دار صادر بیروت
العقد الفرید	دار احیاء التراث العربی بیروت
فتاویٰ رضویہ جدید	رضا فاؤنڈیشن لاہور
تاریخ الخلفاء	نور محمد اصح المطابع، میر محمد کتب خانہ کراچی
الریاض النضرہ	دار لمنار القاہرہ